اگر ان کی خدمتِ اسلام واقعی خدمتِ اسلام ہے تو عند اللہ مقبول ہو کر باعثِ برکت کیوں نہیں؟ اسلام کمزور اور کفر توانا کیوں ہو رہا ہے؟ حیا معدوم اور فحاشی منہ زور کیوں ہو رہی ہے؟ اگر اسلام کو وہ واقعی سچے دل سے ایک مانتے ہیں تو بتائیں کہ اس کی یکتا پر پہلی ضرب کس نے لگائی اور امت کو سنی اور شیعہ کے دو ٹکڑوں میں کس نے تقسیم کیا؟ پھر چار فقہوں کے خانوں میں کس نے بانٹا؟ پھر دیابنہ اور برامکہ کس نے بنائے؟ یہ سارے کارنامے اچھے یا برے، علمائے اسلام کے سوا کس نے سرانجام دیئے ہیں؟ اس کے ذمہ دار وہی ہیں۔ اگر وہ یہ ساری تقسیم اور تفریق نہ کرتے اور اللہ کی رسی کے اتنے ٹکڑے نہ کرتے اور اتنے مسلک حقہ نہ بناتے تو امت ایک ہوتی۔ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث تھے مگر انہوں نے ستم ڈھایا کہ وحدت امت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ آیئے واپس چلیں اور اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف اللہ کا قرآن اور اپنی سنت ہمیں دی تھی۔ ملفوظات کی جگہ آیات قرآنی اور بدعات کی جگہ سنتِ محبوب سبحانی کو لے آؤ تو تم پھر سے امتِ واحدہ بن جاؤ گے۔ نیا سن ہجری ہمیں کیا نوید دے سکتا ہے؟ ہاں، ہم سے سنو وہ نوید فلاح دارین کی ہے۔ وہ نوید قرآن میں پوری شان و شوکت کے ساتھ موجود ہے۔ یہ نوید اس کی دعوت ہے۔ اس دعوت پر جن اصحابؓ رسول نے لبیک کہا وہ دنیا کے امام ہو گئے۔ وہ دنیا میں کوئی خواہش کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی خواہش کو قبول فرما کر قرآن بنا دیتا۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے چاہا کہ مقام ابراہیم پر نفل ادا کریں تو ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم مصلّٰى﴾ کا حکم آ گیا۔ خالدؓ نے تلوار اٹھائی تو فتح اور خالدؓ کو ہمنام کر دیا۔ حضرت علیؓ نے جھنڈا اٹھایا، تو خیبر فتح ہو گیا۔ انہوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا تو وہ ان پر راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ ﴿كزرع أخرج شطئه فازره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار﴾ [سورۃ الفتح 29] انہیں اپنی کھیتی کہا جس کو دیکھ کر وہ خوش ہوتا ہے اور کفار جس کی بہار پر جلتے ہیں۔ ہم نے اس قرآن کی اس نوید کا حوالہ دیا ہے جس کی صداقت لوح تاریخ پر ثبت ہے۔ یہ نوید آج بھی تروتازہ ہے۔ آؤ آگے بڑھو۔ اس مژدۂ جانفزا پر کان دھرو، اس پر عمل کر لو تو ع یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یکم محرم الحرام

یکم محرم کو مراد نبی خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق اعظم مسجد نبوی میں مصلائے نبوی پر حالت امامت میں، ایک بدبخت ایرانی مجوسی فیروز لولو کے زہر بجھے خنجر سے زخم کاری کھا کر راہی سفر شہادت ہوئے اور شہید مسجد نبوی کہلائے۔ اگر شہادتوں پر رونا یا نالہ و شیون روا ہوتا تو ہم سید الشہدا، عم رسولؐ سیدنا امیر حمزہؓ، سیدنا عمر فاروقؓ اور خلیفہ مظلوم سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا علیؓ اور سیدنا حسینؓ کی شہادتوں پر اتنا رویا کرتے کہ ہمارے اشکوں کے دریا، سمندر بھی شرمندہ ہو جاتے۔ پر شہدائے اسلام زندہ اور اللہ کی طرف سے رزق پاتے اور کھاتے ہیں۔ ہمیں شہدائے پاک کی حیات کا شعور نہیں۔ پس زندہ کو رونا بے عقلی اور مردہ کا ماتم اسلام میں حرام ہے، اس لئے ہم اس فعل عبث سے باز رہتے ہیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر صبر کرتے اور اپنے پروردگار کی معیت سے سرفراز رہتے ہیں۔

سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت اس طویل سازش کی ابتدا تھی جو مجوسی سبائیوں نے تیار کی تھی۔ اس سازش کے پیچھے ان

مجوسیوں اور سبائیوں کا وہ درد تھا جو عمرؓ کے ہاتھوں شوکت عجم کی تباہی کے نظارے تھے ان کے دلوں میں اٹھا تھا۔ قادسیہ اور مدائن کی جنگوں کے نتیجے میں سطوت ایران خاک میں ملی، رستم کو ہلالؓ نامی مجاہد نے دریائے جیحوں سے کھینچ کر نکالا اور اپنی تیغ جہاد سے واصل جہنم کیا۔ یزدگرد ایسا بھاگا اور ہوائے زمانہ کی گرد میں ایسا گم ہوا کہ پھر کوئی مورخ اس کے انجام کی خبر نہ پاسکا۔ ان بداندیشوں کو زعم باطل تھا کہ فتوحات فاروقی کا سیلاب اگر رک جائے تو مجوسیت کے چاؤ کی کوئی صورت نکل سکتی ہے مگر یہ ان کی کوتاہ اندیشی تھی۔ وہ یہ فلسفہ نہ سمجھ سکتے تھے کہ فتوحات اسلام کے پیچھے اللہ کی اپنی رضا و منشا کار فرما تھی اور عمرؓ سمیت دیگر اصحابؓ نبیؐ تو صرف ید اللہ کے کارندے تھے۔ وہ تو صرف اس امر پر مامور تھے کہ ہفت ولایت پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کردیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ ان سے بڑھ کر کشور کشا ثابت ہوئے اور دشمنانِ اسلام نے ان کے خلاف وہ فتنہ برپا کیا جس کے نتیجے میں فتوحات کا سلسلہ رک گیا جو سبائیوں کی فتنہ پردازی کی اصل غایت تھی۔ یہی وہ عناصر تھے جنہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان بار ہا صلح کے امکانات کو ملیامیٹ کیا اور آخر کار دونوں کو شہید کردینے کا منصوبہ بنایا حضرت عمرؓ ہی کی طرح حضرت علیؓ کو بھی بحالت نماز فجر کوفہ کی جامع مسجد میں شہید کردیا گیا جبکہ حضرت معاویہؓ حسن اتفاق سے بچ گئے اور ان کی جگہ نماز پڑھانے والے شہید ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان پر وحدت امت قائم کردی اور فتوحات کا وہ سلسلہ جو شہادت عثمانؓ کے بعد ٹوٹا تھا، امیر معاویہؓ نے اسے پھر سے جوڑ دیا۔ سبائی فتنہ دب تو گیا مگر ان کی وفات کے بعد پھر سے عود کر آیا اور انہی کوفی لایوفی فتنہ پردازوں نے حضرت حسینؓ کو تیس ہزار خطوط بھیج کر بلایا اور وقت پڑنے پر کربلا میں بے یار و مددگار چھوڑ کر عہد وفا کو توڑا اور اپنے بارے میں حضرت علیؓ کے دیئے ہوئے نام "کوفی لایوفی" پر اپنے عمل سے مہر تصدیق ثبت کردی اور امت کو مستقل طور پر دو ٹکڑوں میں کاٹ کے رکھ دیا۔ یوں وہ سازش مکمل ہوئی جو قتل عمرؓ سے شروع ہوئی اور قتل حسینؓ پر ختم ہوئی۔

ہماری ان گزارشات کے ایک ایک لفظ پر تاریخ کی ثقہ روایات کی شہادت موجود ہے، تاریخ کے آئینہ میں دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ کربلا کے حادثہ فاجعہ کے نتیجے میں اسلام زندہ نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہمیشہ کیلئے دو ٹکڑے ہوگیا۔ دین محمدی سنی اسلام اور شیعہ اسلام بن کر رہ گیا، ہمارے قارئین دین کا بے لاگ مطالعہ کریں تو وہ ہم سے ضرور اتفاق کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کا اسلام، سنی یا شیعہ نہ تھا، صرف اسلام تھا۔ سبائی فتنہ گروں نے عجیب کھیل کھیلا کہ اسلام کے وارث لٹ گئے۔ اسلام کی ایکتا لٹ گئی۔ اسلام کی اخوت لٹ گئی مگر مسلمان اس متاع بیش بہا کے لٹ جانے کو اسلام کی حیات نو کہہ کر خاموش ہوگئے۔ بلکہ اس پر نازاں ہیں۔ احساس زیاں کا جاتا رہنا، تلافی زیان کا احساس نہیں پیدا ہونے دیتا۔ اگر احساس زیاں ہوتا تو آخر کیا بڑی بات تھی کہ سنی اور شیعہ آپس میں پھر آملیں سیدنا حسنؓ کو یہ احساس زیان ہوا تھا۔ اسی لئے تو انہوں بروئے حدیث مسلمانوں کے دو گروہوں کو ایک گروہ کردیا تھا۔ ان کا یہ اقدام مسلمانوں کے دو گروہوں کیلئے تھا ہمارے شیعہ بھائی سنت حسینی اور قول نبیؐ کے بموجب ان تمام گروہوں کو مسلمان مان لیں تو جسد اسلام کے یہ دونوں ٹکڑے پھر سے کیوں نہیں مل سکتے ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب!

سیدنا حسنؓ نے متحارب گروہوں کو مسلمان مانا تھا تو شیعہ کیوں نہیں مان سکتے۔ ہم ان سے التجا کرتے ہیں کہ وہ